رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

قیمت فی پرچہ ۱/

مضامین بنام ایڈیٹر ◆ کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو ◆

فہرست مضامین

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ☆ انچارج ۔ مہر محمد خان

نمبر ۸۴ | مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

الحمد للہ جناب حافظ روشن علی صاحب کا درس قرآن کریم روزانہ مسجد اقصیٰ میں ہوتا ہے ۔ آج ۲۸ اپریل تک پارے ہو چکے ہیں ۔ احباب شوق سے شامل ہوتے اور روحانی علوم سے بہرہ ور ہوتے ہیں ۔

دونوں مدارس میں تعلیم باقاعدہ جاری ہے ۔ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہونے والے طلباء کو جلد آنا چاہیئے ۔ ورنہ دیر سے آنے سے اُن کی تعلیم میں حرج واقع ہوگا ۔

دفتر الفضل میں آجکل ایک ہوشیار شخص کے لئے جو ہندی جانتا ہو کام ہے ۔ ... میں نظر آتی ہیں ۔ کیونکہ ہندو اقوام میں تبلیغ کا ذریعہ

احمدی مبلغین قادیان کی مساعی

اکتیس ۳۱ ملکانہ خاندان اسلام میں واپس آگئے

گذشتہ پرچہ میں حاشیہ پر مجملاً لکھا گیا تھا کہ موضع انور کے مرتد شدہ ملکانوں میں سے ۳۱ گھر اسلام میں واپس آگئے ہیں ۔ اس کے متعلق ذیل میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر انسداد ارتداد راجپوتانہ قادیان کی وہ چٹھی درج کی جاتی ہے ۔ جو آپ کی طرف کی شائع ہوئی ہے :-

" الحمد للہ کہ مرتد شدہ گاؤں میں ہمارے مجاہدین کی کوششیں خداوند کریم کے فضل سے بار آور ہو رہی ہیں ۔ انور ضلع متھرا میں ۲۳ مارچ کو ۱۲۵ گھروں کی شدھی کی گئی ۔ اور حسب عادت غلط بیانی کی گئی تھی کہ انور میں ۵۰۰ ملکانے مرتد ہو گئے ہیں ۔ حالانکہ وہاں کی کل ملکانہ آبادی ۵۰۰ سے زیادہ نہیں ہے ۔

جب سے گاؤں میں ارتداد ہوا اس وقت سے ہمارے دو مجاہد وہاں کام کر رہے ہیں ۔ جن کی متواتر کوشش کا امید افزا نتیجہ ظاہر ہوا ۔ اس وقت تک اکتیس مرتد شدہ گھر اسلام میں واپس آگئے ہیں ۔ ۲۶ گھر پہلے ہی سے اسلام پر قائم تھے ۔ مرتدین کے ۵۹ گھر ابھی تک ارتداد پر قائم ہیں ۔ مگر امید کی جاتی ہے کہ خدا کا فضل شامل حال رہا ۔ تو جلد یا بدیر وہ بھی راہ راست پر آجائینگے ۔"

خاکسار مرزا بشیر احمد ناظر انسداد فتنہ ارتداد راجپوتانہ ۔ قادیان

مزید چھ ملکانہ خاندانوں کا دوبارہ قبول اسلام

موضع نوگانواں میں بھی اللہ تعالیٰ کی تائید اور ہمارے قادیانی احمدی مبلغین کی ساعی سے مرتدشدہ لوگ دوبارہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں چنانچہ ۲۷ - اپریل کو ہمیں اطلاع ملی ہے - کہ موضع نوگانواں میں مرتد شدہ ملکانوں میں سے چھ خاندان جناب شیخ غلام احمد صاحب نومسلم احمدی قادیانی کے ہاتھ پر اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دوبارہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں - اللہ ان کو استقامت اور مزید کو ہدایت دے - آمین - انشاء اللہ کفر و زور کا شیشہ جلد چکنا چور ہو جائیگا ۔

فتنۂ ارتداد و جماعت احمدیہ کے جذبات

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قبل بھی حضور کی خدمت میں تین ماہ کیلئے درخواست بھیج چکا ہوں - علاقہ ارتداد میں میں یکم جولائی سے کام پر جا سکتا ہوں - آج الفضل میں معماروں کے لئے اعلان کیا گیا ہے - میں معمار تو نہیں - ہاں اگر ضرورت ہو - تو تین ماہ کے علاوہ ایک ماہ اور میں انشاء اللہ العزیز معماروں کے ساتھ ٹوکری اٹھایا کروں گا - مزدوروں کی معماروں کے ساتھ ضرورت ہو - تو مطلع فرما کر ممنون فرما دیں خادم کو دعاؤں میں بھی یاد فرما دیں - والسلام

خاکسار فضل کریم بیاجہ بی اے علیگ - نومریال لاہور

(۲)

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جبکہ انسداد ارتداد کی تحریک حضور کے بذریعہ اخبار الفضل صادر ہوئی - گو میں اس وقت دس گیارہ سو کا زیر بار ہوں - اور یہ چندہ ذی استطاعت کے واسطے ہے - مگر میرا دل بیقرار ہو رہا ہے کہ میں اس کار خیر سے محروم نہ رہ سکوں - اس واسطے زیر سواری ٹٹو کی فروختگی کا اعلان کر دیا ہے - مگر جو رقم اس ٹٹو کی ملیگی - وہ یک لخت فوراً بھیجدونگا بقایا قسطوار پوری کر کے یکصد روپیہ بھیجدونگا حضور دعا فرماویں - کہ اس عاجز خطاکار کو ہر ایک کار خیر میں شامل ہونے کی استطاعت توفیق بخشے - اور مالی جانی قربانی کی توفیق ملے - کیونکہ مجھ جیسے خطاکار و گنہ گار کو ایسے مواقعات بہت کم ملا کرتے ہیں اور میری اولاد کو بھی نیک و بلند بخت و خادم دین بناوے حضور کی دعاؤں کا از حد محتاج ہوں -

حضور کا خادم - حسن خان ہیڈ کنسٹیبل احمدی تھانہ کھوا

علاقہ ارتداد میں مبلغین کے اخراجات ماہی

وہ احباب جو آئندہ سہ ماہیوں میں علاقہ ارتداد میں جا کر تبلیغ کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں - اور جو زندگی وقف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ علاقہ ارتداد میں اخراجات کی اوسط ۶۰ روپیہ سہ ماہی ہے - اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) کرایہ ریلوے تھرڈ کلاس آمد و رفت از قادیان تا آگرہ و از آگرہ تا قادیان - ۱۸ روپیہ

(۲) بحساب ۱۰ روپیہ ماہوار خرچ خوراک نہایت معمولی درجہ کی خوراک تین ماہ - ۳۰ روپیہ

(۳) دیگر ضروریات (اس میں غیر معمولی اخراجات مثلاً دوائی - اپنی خط و کتابت - کپڑوں وغیرہ کی صفائی یا نقل مکانی وغیرہ شامل ہے) ۱۲ روپیہ

کل میزان ۶۰ روپیہ

پہلی سہ ماہی میں جس قدر احباب نے جانا تھا جا چکے ہیں - اب جون سے دوسری سہ ماہی کے لئے اگلی پارٹیوں کی روانگی انشاء اللہ شروع ہو گی - تمام احباب جن کو دوسری سہ ماہی میں بھیجا جائیگا - ساٹھ روپے ماہی خرچ کا پہلے سے بندوبست فرمالیں - اگر وہ پسند کریں - تو اپنی حساب سے اپنا خرچ صدر دفتر آگرہ میں جمع کرا سکتے ہیں - نیز تمام وہ احباب مطلع رہیں - جنھوں نے اپنی زندگیاں تین تین ماہ کے لئے وقف کی ہیں کہ - تا وقتیکہ ان کو دارالامان سے باقاعدہ اطلاع نہ دی جائے - وہ رخصت وغیرہ کا خود بخود پہلے سے بندوبست نہ کریں - جس وقت ان کو بھیجنا مطلوب ہوگا - اس سے کافی عرصہ قبل ان کو اطلاع دیجائیگی - جس میں نہایت اطمینان سے وہ اپنے کاروبار کا انتظام اور رخصت وغیرہ کا بندوبست کر سکینگے ۔

ایک استفتاء اور اس کا جواب

ایک صاحب کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پہنچا ہے اس میں ایک سوال درج تھا جو کہ افتاء کی طرف سے وہ خط مع جواب ہمارے پاس پہنچا ہے جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں کیونکہ یہ خط (ایڈیٹر)

آپ سوال کرتے ہیں کہ سیدوں کی لڑکی غیر سیدوں سے بیاہنا ہمارے ملک میں حرام سمجھا جاتا ہے اس کے حلال ہونے کی کوئی دلیل ہونی چاہیئے ؟

جواب :- جو عورتیں حرام ہیں ان کا ذکر بتصریح قرآن مجید میں موجود ہے - اگر سادات کی لڑکیاں بھی غیروں پر حرام ہوتیں تو ان کا ذکر بھی قرآن شریف میں ہوتا - علاوہ ازیں حضرت امام حسن و حسین کی حقیقی ہمشیرہ ام کلثوم حضرت عمرؓ سے بیاہی گئیں - یہ کل شیعہ و اہل سنت کی تاریخوں میں لکھا ہے - دیکھو ناسخ التواریخ حالات ام کلثوم اور دیکھو من لا یحضرہ الفقیہ باب جس کا خاوند فوت ہو جائے - اسکو عدت کہاں گذارنی چاہیئے - جہاں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ام کلثوم کو حضرت علیؓ اپنے گھر لے گئے یہ دونوں کتابیں شیعوں کی ہیں - المفتی حافظ روشن علی عفا اللہ عنہ

بقلم عبد الرحیم مجوکہ

پتہ درکار ہے : میرا بھائی محمد شریف مغل عمر ۲۲ سال عرصہ سے لاپتہ ہے - ایک دفعہ کچھ عرصہ ہوا بمبئی سے اس کا خط آیا تھا پھر معلوم نہیں ہوا - اگر کسی صاحب کو پتہ معلوم ہو - تو اطلاع دیں - ممنون ہونگا - عبد الحمید مرزا کاتب ریویو قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۳۰ - اپریل ۱۹۲۳ء

مسلمانوں پر لیکھرام کے قتل کا الزام

کیا آریہ سماج کے پاس ثبوت ہے؟

پرکاش ۲۲- اپریل نے لیکھرام کے قتل کو مسلمانوں کے سر تھوپا ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"پنڈت لیکھرام کو کیوں قتل کیا گیا۔ اسلئے کہ وہ ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے روکتے تھے۔ انہیں مسلمانوں کے ساتھ اس قدر پیار تھا کہ وہ انہیں غلط راستہ پر جاتے ہوئے دیکھ نہ سکتے تھے۔ وہ ویدک دھرم کے سوا تمام مذاہب کو غلطیوں سے مملو سمجھتے تھے۔ اسلئے ان کا وشواس تھا کہ سوائے اس دھرم کے کسی اور دھرم میں جانیوالے جہالت کی غار میں گرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ وہ انہیں اس غار میں گرنے سے بچانا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے ان کے بھاؤ کو درست طور پر نہ سمجھا۔ جب انھوں نے سمجھا دھرم ویر کی یکتیوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ تو انھوں نے ان کے قتل کی ٹھانی کئی بار ان کی زندگی پر حملے کئے گئے۔ جو خالی گئے۔ آخر ایک وار کامیاب ہوا۔"

اس مضمون میں کھلے لفظوں میں مسلمانوں پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر یہ ایک جھوٹا اور شرمناک الزام ہے۔ جس کا آریہ سماج کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتا۔ کیا کسی مسلمان کو پنڈت مذکور کو قتل کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ کیا پنڈت مذکور کے قتل کے واقعہ پر آریہ سماج کی مخبری سے اور خود گورنمنٹ نے اپنے فرض کی بجا آوری کی خاطر گرفتاریاں نہیں کیں۔ اور پھر ان گرفتار شدہ اشخاص کو خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔ بالکل اس الزام سے بری اور بے داغ سمجھ کر عزت کے ساتھ آزاد نہیں کیا گیا۔ کیا یہ واقعہ نہیں۔ کہ آریوں نے حضرت مسیح موعود پر الزام لگایا تھا۔ کہ آپ کی سازش سے پنڈت لیکھرام قتل کیا گیا ہے۔ اور اس لئے گورنمنٹ نے حضور کی تلاشی بھی کرائی تھی۔ مگر باوجود ہر قسم کی سعی اور کوشش کے حضرت مسیح موعود پر اس بارے میں کوئی الزام نہیں لگایا جا سکا۔ بلکہ حضور کی پوزیشن نہایت صاف اور بے داغ نکلی۔

کیا آریوں اور گورنمنٹ نے قاتل کا سراغ لگانے میں پورا زور نہیں لگایا۔ کیا گورنمنٹ کے ذمہ وار حکام نے پنڈت لیکھرام کی خفیہ حفاظت نہیں کی۔ اور ان سے ملنے جلنے والوں کی نگرانی نہیں کی۔ اور ہر قسم کے پہلوؤں کو مدنظر نہیں رکھا۔ اور پھر بھی قاتل کا سراغ نہیں لگا۔

جب ان تمام مساعی کے باوجود کوئی مسلمان ملزم ثابت نہیں ہوا۔ تو پھر آریہ اخبارات کی کس قدر بے غیرتی اور دیدہ دلیری ہے۔ کہ وہ مسلمانوں پر پنڈت لیکھرام کے قتل کا الزام لگاتے ہیں۔

یہ واقعہ ہے۔ کہ آریہ اور گورنمنٹ قاتل کا پتہ لگانے میں ناکام رہے ہیں۔ اس لئے کسی کا حق نہیں کہ ان لوگوں پر الزام لگائے۔ جن کا دامن ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہے۔ ہاں اگر جھوٹ موٹ بھی لیکھرام کے قتل کے الزام میں کوئی مسلمان سزا پا جاتا۔ تو آریوں کیلئے یہ جھوٹا اور شیطانی الزام مسلمانوں کے سر لگانے کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ جب یہ بھی نہیں ہوا۔ تو پھر بے ثبوت اور محض تعصب کی راہ سے مسلمانوں پر ناپاک الزام لگانا کہاں تک قرین انصاف ہو سکتا ہے۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس واقعہ کے متعلق بعض حقائق کا اظہار کریں تا دنیا کو معلوم ہو جائے کہ لیکھرام کا قتل اسلام کی فتح اور ہندو دھرم کے ابطال و شکست کا بیّن ثبوت ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام اسلام کا دلی اور ذلیل دشمن تھا۔ وہ اپنی کتابوں میں نبی کریم صلعم کو ناپاک سے ناپاک گالیاں دیا کرتا تھا۔ وہ اسلام کی صداقت کا نشان چاہتا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود سے نشان طلب کیا۔ تو آپ نے باذن الٰہی ان لفظوں میں پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کی خبر دی۔

عجل جسد له خوار له نصب و عذاب

یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کیلئے ان بدزبانیوں گستاخیوں کے عوض عذاب مقدر ہے۔ جو اسکو مل کر رہیگا۔ اس خدائی اطلاع کو شایع کرتے ہوئے حضرت احمد مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:۔

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔"

اسکے ساتھ ہی آپ نے لکھا کہ:۔

"سو اب میں اس پیشگوئی کو شایع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص (لیکھرام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی

ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے کہ اس شخص (لیکھرام) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں۔ جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اسکی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سُنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ با ایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص نہایت جاہل ہے۔ عربی سے ذرہ مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں۔ بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کیلئے دعا کی جس کا جواب یہ ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہے کاش! وہ حقیقت کو سمجھتے۔ اور ان کے دل نرم ہوتے۔ اب میں اسی خدا عز و جل کے نام پر ختم کرتا ہوں۔ جس کے نام سے شروع کیا تھا۔ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد ن المصطفٰے افضل الرسل و خیر الوریٰ سیدنا و سید کل ما فی الارض و السماء۔"

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء

اس اشتہار کے حاشیہ پر حضرت مسیح موعود نے یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے کہ:۔

"اب آریوں کو چاہیئے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے سر سے ٹل جائے"۔

چنانچہ لیکھرام پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہلاک ہو گیا اور قاتل کا باوجود سعی تمام کوئی سراغ نہ ملا۔ آریوں نے حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت پر قتل کا الزام لگایا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک اعلان شائع کیا جس کا ضروری اقتباس یہ ہے۔

"یہ بدگمانی کہ ان کے کسی مرید نے مار دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مُریدوں کا مرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے۔ اور اعتقاد کی بناء تقویٰ اور طہارت اور نیکوکاری پر ہوتی ہے لوگ جو کسی کے مُرید ہوتے ہیں۔ وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہیں۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص باخدا ہے۔ اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے۔ اور پھر جب اسکی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے۔ تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت رکھ لے۔ اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلید اور لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور شیطانی منصوبہ سن کر کوئی مرید اس کا معتقد رہ سکتا ہے کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون فاسق و فاجر خیال نہیں کریگا۔ اور کیا وہ اسکو یہ نہیں کہیگا کہ اے بدکار ہمارے ایمان کو خراب کرنیوالے کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹ تو تُو بولے اور رسہ دوسرے کے گلے میں پڑے۔ اور اسطرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔ جسقدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں۔ کوئی شخص ان کے مریدوں میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہوگا۔ جبکہ انکو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے ادنیٰ بدظنی سے اسمیں فرق آجاتا ہے جیسے ایک دفعہ اپنی مریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض انمیں سے صرف اسوجہ سے میری نسبت شبہ میں پڑ گئے کہ میں نے ایک عذر بیماری سے جسکی انہیں اطلاع نہیں تھی۔ نماز کے قعدۃ التحیات میں اپنے پیر کو کھڑا نہیں رکھا تھا اتنی بات میں دو تین آدمی باتیں بنانے لگے۔ اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ایک دفعہ چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پینے پر بھی۔ کیونکہ میرے دہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے اسی پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنی کم فہمی سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ادنیٰ ادنیٰ خانگی امور تک نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کو بھی اسی طرح تکلیف دیتے تھے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اسکے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راست بازی اور تقویٰ کے پیمانہ سے ناپتے ہیں۔ اور اگر اسکے مخالف پاتے ہیں تو پھر فی الفور اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سو سوچنا چاہیئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بدمعاش شخص کے ساتھ وفا کر سکیں جس کا تمام کاروبار مکروں اور منصوبوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور لوگوں کو ناحق کے خون کرنے کے لئے مامور کرنا چاہتا ہے تا اس کی ناک نہ کٹے۔ اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان عمداً اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا پھر اگر ایسی سازش میں بفرض محال کوئی مرید شریک ہو تو تمام مریدوں میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز داخل ہیں۔ بی اے اور ایم اے۔ تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر اور ایک جماعت علماء و فضلاء۔ تو کیا یہ تمام لُچوں اور بدمعاشوں کا گروہ ہے۔ ہم باآواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیز گار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مُرید۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکھرام کے قتل کیلئے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے انکے پورے ہونے کیلئے کوشش کرے اور کرادے۔ پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۲ مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا گیا ہے۔ یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں۔ جیسے راجہ رامچندر صاحب۔ اور راجہ کرشن صاحب کیا آپ لوگ انکی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اسکو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے۔ اور پھر ایسے چیلے ان کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بدمعاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بدمعاش جمع ہوں۔ اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مریدوں کے سلسلے میں جس کے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے۔ یہ حرامزدگی کے کام چل نہیں سکتے۔ ہر ایک مُرید اس بلند دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیز گاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں۔ اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اس طرح پورا کرنا چاہے کہ مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھ سے قصور ہو گیا۔ میری پردہ پوشی کرو۔ جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے؟ کہاں ہے تمہارا پاک کانشنس اے مہذب آریو! اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو! ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اسکے گھر میں آگ لگ گئی۔ اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں

میں سے دیکھتا ہے۔ کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے۔ اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا۔ تو میں انہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کے لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کیلئے میرے پاس جمع ہے۔ وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے۔ کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں۔ اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور باایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں۔ کہ بدمعاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہے۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کیلئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کیساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے۔ اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ میں اس کیلئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا۔ تب بھی زندہ ہو جاتا وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے۔ کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم کی پیشگوئی بھی۔ اس نے دوبارہ روشنی ڈالدی۔ کاش! اب لوگ سوچیں اور سمجھیں۔ اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینے دور ہو جائیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔"

حضور نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی آریہ اٹھے اور مقررہ الفاظ میں قسم کھائے۔ کہ اس کے قاتل مرزا صاحب ہیں۔ یا آپ کی جماعت اگر وہ ایسے عذاب میں گرفتار نہ ہو جس میں انسانی ہاتھوں کا شبہ نہ ہو سکے تو آپ جھوٹے ہوں گے مگر اس کیلئے کوئی نہ اٹھا۔ حضرت مسیح موعود ؑ

کیا دودھ میں گوشت مل سکتا ہے؟

ہم دیر سے بغور دیکھ رہے ہیں کہ آریوں اور ہندوؤں کے اخبارات کی تمام تر کوشش اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کر کے مسلمانوں کو ہر ایک قسم کا نقصان پہنچانے کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ چونکہ دنیا کی تجارت کے ٹھیکیدار تو ہم ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان کسی قسم کی تجارت میں کوئی حصہ خواہ وہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو رکھیں۔ اس لئے ان کو جھوٹ بولنے اور ناقابل فہم اور دور از قیاس واقعات وضع کر کے شائع کرنے سے بھی دریغ نہیں۔ جن سے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں نفرت کی ایک ... آگ جوالی لہر پھیل جائے چنانچہ ہندو اخبار کیسری (جس نے ایک اور غیر مسلم اخبار کا حوالہ دیا ہے) سے معزز ہمعصر پیسہ اخبار نے یہ خبر نقل کی ہے۔ کہ

"سننے میں آیا ہے کہ مورخہ ۱۲ اپریل کو مسلمان گوجروں نے گائے کے گوشت کا قیمہ بنا کر اسے دودھ میں ملا کر ہندو دکاندار کے پاس بیچا جب ہندو دکاندار اسے استعمال میں لانے لگے تو انہیں گوجروں کے اس فعل کا پتہ لگا۔" (پیسہ ۲۲ اپریل)

اگر یہ کہا جاتا کہ مسلمانوں نے دودھ میں زہر ملا دیا۔ یا سنکھیا گھول دیا۔ یا کوئی اور ایسی ہی قاتل چیز دودھ میں ملا دی تو یہ باور ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہ چیزیں مل سکتی ہیں۔ اور بغیر استعمال کے ان کا ظاہر ہونا مشکل ہے۔ مگر یہ کہنا کہ دودھ میں گوشت ملا دیا گیا۔ ایسا جھوٹ ہے جو خود ہی کھلا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اتنی موٹی بات ہے کہ بچہ بھی ایسی غلطی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اسے فوراً نہ شناخت کرے کیا وہ ہندو دکاندار جن کو اس قسم کا دودھ ملا تھا اتنے بیوقوف اور گاؤدی تھے۔ کہ انہوں نے دودھ کو استعمال کرنے کے وقت تک تمیز نہ کیا۔ دودھ کی رنگت متغیر نہ ہوئی۔ اس میں سے گوشت کی خوشبو نہ آئی۔ اور وہ ہندو ایسے اندھے تھے کہ انہوں نے باوجود سرخ رنگ ہو جانے کے دودھ کو خالص ہی خیال کیا۔

یہ تو الیہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خوفناک الزام ہے جو کوئی ہندو قوم کی مسلمانوں سے چھوت چھات اور ہندوؤں کا بمقابلہ مسلمانوں کے کتوں اور ناپاک جانوروں سے اتنا پیار دکھلانے ہوا یہ کہدے کہ ہندو جو مٹھائی فروخت کرتے ہیں۔ اس میں سور اور کتے کی چربی ڈالتے ہیں۔ اور پھر ایسی مٹھائی کو خاص طور پر مسلمانوں کو کھلاتے ہیں۔ اور پھر کہے کہ ہندو لوگ اپنی دکانوں کے اندر مسلمانوں کو اس لئے نہیں آنے دیتے اور خریدنے سے پہلے کسی مسلمان کو مٹھائی کو ہاتھ لگا کر معائنہ کرنے کی اس لئے اجازت نہیں دیتے کہ کہیں ان کی شرارت نہ کھل جائے۔ اور پھر نظیر میں یہ بھی کہے۔ کہ کلکتہ وغیرہ مقامات پر سانپ کی چربی فروخت ہوتی رہی ہے۔ جس کا سرکاری تحقیقات میں راز کھل چکا ہے۔ اسی طرح ہندو مٹھائی میں ... کی چربی ملاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا الزام ہوگا۔ جو کلکتہ ... کو بھی صحیح اور درست نظر آئیگا۔

غرض آریوں کی اس تمام کوشش کذب آرائی کا ماحصل یہ ہے کہ اور تو سب تجارتی کاروبار ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ پھر دودھ مسلمانوں کے ہاتھ کیوں رہے۔ اس لئے مسلمانوں کو بائیکاٹ کرنیکا اس سے بہتر اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان پر یہ الزام لگایا جائے۔ کہ وہ دودھ میں گوشت ڈالکر فروخت کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے بتایا ہے کہ یہ جھوٹ خود بخود کھل رہا ہے۔

علاوہ ازیں ہندوؤں نے چھوت چھات کے ایسے خود غرضانہ مسائل بنائے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے ہندو قوم کا روپیہ ہندوؤں ہی کے پاس رہیگا۔ نہ صرف یہ کہ ہندوؤں کا روپیہ ہی ہندو ہاتھوں میں رہیگا بلکہ دوسری اقوام یعنی مسلمانوں وغیرہ کا روپیہ بھی ہندوؤں کے قبضہ میں آجاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کی کھانے پینے کی چیزوں کی دکانیں ہندوؤں کی ہوتی ہیں جن سے مسلمان بھی خریدتے ہیں۔ اور کوئی ہندو کسی مسلمان سے کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں خرید سکتا۔ باوجود اس کے کہ ایک مسلمان پیسہ دیتا ہے۔ اس کو ہندو دکاندار اس طرح چیز دیتا ہے جس طرح کتے کو ٹکڑا ڈالا جاتا ہے۔ خواہ وہ مسلمان کتنا ہی پاک و صاف ہو۔ اس سے ہندو نفرت کرینگے۔ اور آپ خواہ کتنے ہی غلیظ ہوں بیشاب آلودہ ہاتھوں سے مٹھائی بناتے رہیں۔ اگر کتا اور سور اور نجس جانور ہندو کی کڑاہی

میں سے دیکھتا ہے۔ کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے۔ اور وہ اسلام کے چھوڑنے کے بدلے ہو وہ نہیں کرتا۔ تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کے لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کیلئے میرے پاس جمع ہے۔ وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے۔ کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں۔ اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور با ایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں۔ کہ بد معاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہے۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم درد مند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کیلئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کیساتھ کئی برس پہلے خبر کر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے۔ اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آ جاتا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ میں اس کیلئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا۔ تب بھی زندہ ہو جاتا وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں۔ اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے۔ کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم کی پیشگوئی پر بھی۔ اس نے دوبارہ روشنی ڈالدی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں۔ اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینے دور ہو جائیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے"۔

حضور نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی آریہ اٹھے اور مقررہ الفاظ میں قسم کھائے۔ کہ اس کے قاتل مرزا صاحب ہیں۔ یا آپ کی جماعت اگر وہ ایسے عذاب میں گرفتار نہ ہو جس میں انسانی ہاتھوں کا شبہ نہ ہو سکے تو آپ جھوٹے ہوں گے مگر اس کیلئے کوئی نہ اٹھا حضرت مسیح موعود۔

کیا دودھ میں گوشت مل سکتا ہے؟

ہم دیر سے بغور دیکھ رہے ہیں کہ آریوں اور ہندوؤں کے اخبارات کی تمام تر کوشش اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرکے مسلمانوں کو ہر ایک قسم کا نقصان پہنچانے کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ چونکہ دنیا کی تجارت کے ٹھیکیدار تو ہم ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان کسی قسم کی تجارت میں کوئی حصہ خواہ وہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ رکھیں۔ اس لئے ان کو جھوٹ بولنے اور ناقابل فہم اور دور از قیاس واقعات وضع کرکے شائع کرنے سے بھی دریغ نہیں۔ جن سے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں نفرت کی ایسی حد تک آگ لگ جائے کہ حوالی لہر پھیل جائے۔ چنانچہ ہندو اخبار کیسری (جس نے ایک اور غیر مسلم اخبار کا حوالہ دیا ہے) سے معزز ہمعصر پیسہ اخبار نے یہ خبر نقل کی ہے۔ کہ

"سننے میں آیا ہے کہ مورخہ ۱۲ اپریل کو مسلمان گوجروں نے گائے کے گوشت کا قیمہ بنا کر اسے دودھ میں ملا کر ہندو دکانداروں کے پاس بیچا جب ہندو دکاندار اسے استعمال میں لانے لگے تو انہیں گوجروں کے اس فعل کا پتہ لگا"۔ (کلیسہ ۲۲ اپریل)

اگر یہ کہا جاتا کہ مسلمانوں نے دودھ میں زہر ملا دیا۔ یا سنکھیا گھول دیا۔ یا کوئی اور ایسی ہی قاتل چیز دودھ میں ملا دی تو یہ باور ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہ چیزیں مل سکتی ہیں۔ اور بغیر استعمال کے ان کا ظاہر ہونا مشکل ہے۔ مگر یہ کہنا کہ دودھ میں گوشت ملا دیا گیا۔ ایسا جھوٹ ہے جو خود ہی کھلا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اتنی موٹی بات ہے کہ کبھی ایسی غلطی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اسے فوراً نہ شناخت کرے کیا وہ ہندو دکاندار جن کو اس قسم کا دودھ ملا تھا اتنے بیوقوف اور گدھے تھے۔ کہ انہوں نے اس دودھ کو استعمال کرنے کے وقت تک تمیز نہ کیا۔ دودھ کی رنگت متغیر نہ ہوئی۔ اس میں سے گوشت کی خوشبو نہ آئی۔ اور دودھ ہندو ایسے اندھے تھے کہ انہوں نے باوجود سرخ رنگ ہو جانے کے دودھ کو ویسا ہی خیال کیا۔

یہ تو ایسا ہے مگر اس سے بھی زیادہ خوفناک الزام ہے جو کوئی ہندوؤں کی مسلمانوں سے چھوت چھات اور ہندوؤں کا بمقابلہ مسلمانوں کے کتوں اور ناپاک جانوروں سے اتنا پیار و انس دیکھتا ہوا یہ کہدے کہ ہندو جو مٹھائی فروخت کرتے ہیں۔ اس میں سور اور کتے کی چربی ڈالتے ہیں۔ اور پھر اسی مٹھائی کو خاص طور پر مسلمانوں کو کھلاتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ ہندو لوگ اپنی دکانوں کے اندر مسلمانوں کو اس لئے نہیں آنے دیتے اور خریدنے سے پہلے کسی مسلمان کو مٹھائی کو ہاتھ لگا کر معائنہ کرنے کی اس لئے اجازت نہیں دیتے کہ کہیں ان کی شرارت نہ کھل جائے۔ اور پھر نظیر میں یہ بھی کہے۔ کہ کلکتہ وغیرہ مقامات پر سانپ کی چربی فروخت ہوتی رہی ہے۔ جس کا سرکاری تحقیقات میں راز کھل چکا ہے۔ اسی طرح ہندو مٹھائی میں سور کی چربی ملاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا الزام ہوگا۔ جو ہر ایک بیوقوف کو بھی صحیح اور درست نظر آئیگا۔

غرض آریوں کی اس تمام کوشش کذب آرائی کا حصل یہ ہے کہ اور تو سب تجارتی کاروبار ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ پھر دودھ مسلمانوں کے ہاتھ کیوں رہے۔ اس لئے مسلمانوں کا بائیکاٹ کرنیکا اس سے بہتر اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ ان پر یہ الزام لگایا جائے۔ کہ وہ دودھ میں گوشت ڈالکر فروخت کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے بتایا ہے کہ یہ جھوٹ ... ڈھول رہا ہے۔

علاوہ ازیں ہندوؤں نے چھوت چھات کے ایسے خود غرضانہ مسائل بنائے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے ہندو قوم کا روپیہ ہندوؤں ہی کے پاس رہیگا۔ نہ صرف یہ کہ ہندوؤں کا روپیہ ہی ہندو ہاتھوں میں رہیگا بلکہ دوسری اقوام یعنی مسلمانوں وغیرہ کا روپیہ بھی ہندوؤں کے قبضہ میں آ جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کی کھانے پینے کی چیزوں کی دکانیں ہندوؤں کی ہوتی ہیں جن سے مسلمان بھی خریدتے ہیں۔ اور کوئی ہندو کسی مسلمان سے کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں خرید سکتا۔ باوجود اس کے کہ ایک مسلمان پیسہ دیتا ہے۔ اس کو ہندو دکاندار اس طرح چیز دیتا ہے جس طرح کتے کو ٹکڑا ڈالا جاتا ہے۔ خواہ وہ مسلمان کتنا ہی پاک و صاف ہو۔ اس سے ہندو نفرت کرینگے۔ اور آپ خواہ کتنے ہی غلیظ ہوں پیشاب آلودہ ہاتھوں سے مٹھائی بناتے رہیں اگر کتا اور سور اور نجس جانور ہندو کی کڑاہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

اطمینان قلب خدا کے کلام سے ملتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۲۰ اپریل ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

خیالات کا اثر

انسان کی حالت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے بڑی چیز جو اس پر اثر کرتی ہے اور جو اس کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ وہ اس کے خیالات ہیں۔ عام طور پر لوگ نہ تو اقرار کرنے کے لئے تیار ہیں نہ اس کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ اثر کرنے والی چیز جس پر وہ قابض ہیں۔ یا وہ اس پر قابض ہے۔ وہ خیالات ہیں۔ جو دماغ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں ادنے تغیر سے انسان کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ اگر نیک تغیر ہو۔ تو اس کی زندگی پاک اور مصفےٰ ہو جاتی ہے۔ اگر بد تغیر ہو۔ تو زندگی گندی اور بھیانک ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ انسان ان تغیرات کو محسوس نہیں کرتا۔ بعض دفعہ کرتا ہے۔ وہ اس پر غالب ہوتے ہیں۔ یا اور بیرونی حوادث اور روکیں ہوتی ہیں جن کے باعث اس تغیر کو چھوڑ نہیں سکتا۔

انہی خیالات کے تغیر کو دیکھو تھوڑے سے تغیر سے کیا ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہسٹریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں۔ چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ جن مردوں کو یہ مرض ہو ان کو مراقی کہتے ہیں۔ گو یہ الگ بیماری بھی ہے۔ مگر اس سے یہ اثر شدت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان بیماریوں میں دماغ کی بناوٹ میں فرق آجاتا ہے۔ اور ایک خاص صفت غالب آجاتی ہے۔ ہسٹریا میں رونے اور ہنسنے کی صفات غالب ہوتی ہیں۔ عام طور پر ایسے مریض کے کاموں میں بے لطفی اور بے مزگی ہوتی ہے۔ خواہ ایسا شخص امیر ہو یا غریب ہو۔ بادشاہ ہو۔ یا دولتمند ہو۔ اس کو کسی رتبہ اور مال میں لطف نہیں آتا۔ جائداد سے خوشی نہیں ہوتی۔ رتبہ وعزت سے اس کو اطمینان نہیں ہوتا۔ وہ سب سامان راحت رکھتا ہے مگر حالت اس کی بے اطمینانی کی ہوتی ہے۔ غرض وہ ایک زندہ مردہ اور غلام آزاد ہوتا ہے۔ خیالات کے تغیر سے تمام کوششیں رائگاں چلی جاتی ہیں۔ وہ جائداد اور رتبہ جو اس کے آباء نے دس پندرہ پشت کی لگاتار محنت سے حاصل کیا ہوتا ہے۔ وہ اس بیماری کے باعث ایسے شخص کے لئے بیکار ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ظاہری سامانوں کی فراوانی خوشی کا باعث نہیں ہوسکتی۔ دماغ کی پراگندگی دولت کو حقیر کر دیتی ہے۔ خیالات کی تکلیف ظاہری تکالیف سے بڑی ہوتی ہے۔ بچپن میں میں نے ایک ریڈر میں پڑھا تھا۔ کہ ایک عورت کے بچے کو ایک جانور ایک پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر لے گیا۔ جب اس عورت کو معلوم ہوا تو وہ بے اختیار اس جانور کے تعاقب میں گئی۔ اور اس چوٹی پر چڑھ گئی۔ بچہ کو حاصل کر لیا۔ لیکن اب چوٹی سے اتر نہیں سکتی تھی بمشکل اس کو اتارا گیا۔ وہ چوٹی جس پر لوگ عام حالات میں چڑھ نہیں سکتے تھے۔ وہ عورت اس میں ممتا کی ماری چڑھ گئی۔ اس عورت کے دل میں جو اپنے بچے کی محبت تھی۔ اس نے جو انگیخت کی وہ کمزوری پر غالب آگئی۔ اور وہ اس پر چڑھ گئی۔

سب سے بڑی چیز خیالات کی صفائی ہے

پس معلوم ہوا کہ اصلی اور اعلیٰ درجہ کی چیز جو سب چیزوں میں عمدہ ہے۔ وہ خیالات کی صفائی ہے۔ ظاہری غلامی سے کہیں بڑی اور خوفناک غلامی خیالات کی غلامی ہے۔ خیالات سے جو بے اطمینانی ہوتی ہے۔ ان کے باعث بادشاہوں نے اپنی بادشاہیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حکومت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بدھ نے بادشاہی اس لئے چھوڑی کہ وہ بادشاہی میں اطمینان قلب نہیں پاتا تھا۔ مسلمانوں میں بھی ایسے بادشاہ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے حکومت کو خیالات کی بے اطمینانی کی خاطر چھوڑ دیا۔

احساسات کی صفائی اور خیالات کی درستی کا ذریعہ کلام الٰہی ہوتا ہے۔ انسان کے خیالات پاک نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا کی طرف سے مدد نہ آئے۔ جن لوگوں نے محض اپنی کوشش سے پاک ہونا چاہا وہ اندھیرے میں ٹھوکریں ہی کھاتے رہے۔ اور آخر جب معلوم ہوا تو یہ کہ وہ بیمار ہیں۔ ان لوگوں کو خاص باتوں کی دھن ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ پاک ہو رہے ہیں۔ مگر وہ انجام کار نامراد ہوتے ہیں ایسے لوگ ایک دھوکے میں پڑے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خیالات رائج کرتے ہیں۔ وہ نہ ان کے لئے باعث تسلی ہوتے ہیں۔ نہ دوسروں کے لئے۔ بلکہ آزادی کی بجائے انہوں نے اپنے آپ کو اور دوسروں کو قید کر دیا ان کے ذریعہ نہ حقیقی راحت ملتی ہے نہ اطمینان مل سکتا ہے۔ اطمینان اسی کو ملا ہے جس کو خدا کی آواز آئی اور اس کو راستہ بتایا۔ وہی تسلی پانے والے ہیں۔ جنہوں نے ان سے تعلق پیدا کیا۔ جن کو خدا کی آواز آئی۔ اور ان کے ذریعہ جو صفائی خیالات حاصل ہوتی ہے۔ وہ عام حالات سے بہت ارفع واعلیٰ اور بالا ہوتی ہے۔

خیالات کی صفائی نبیوں کے ذریعہ ملتی ہے

پس خیالات کی صفائی اور راحت نبیوں کے ذریعہ ملی اور آئندہ ملیگی۔ جو لوگ نبوۃ کا دروازہ بند کرتے ہیں وہ دنیا کو موت کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ حقیقی راحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ دنیا کو خوشخبری نہیں پہنچاتے وہ یہ کہکر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے نبوۃ بند ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ نہیں بڑھاتے۔ بلکہ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز موت کی گھنٹی تھی۔ حالانکہ آپ کی آواز بشارت کی آواز تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

اطمینانِ قلب خدا کے کلام سے ملتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۲۰ اپریل ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

خیالات کا اثر

انسان کی حالت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے بڑی چیز جو اس پر اثر کرتی ہے اور جو اس کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ وہ اس کے خیالات ہیں۔ عام طور پر لوگ نہ تو اقرار کرنے کے لئے [illegible] ہیں نہ اسی کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ اثر [illegible] والی چیز جس پر وہ قابض ہیں۔ یا وہ اس پر قابض [illegible] وہ خیالات ہیں۔ جو دماغ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں [illegible] تغیر سے انسان کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ [illegible] تغیر ہو۔ تو اس کی زندگی پاک اور مصفےٰ ہو جاتی ہے۔ [illegible] تغیر ہو۔ تو زندگی گندی اور بھیانک ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ انسان ان تغیرات کو محسوس نہیں کرتا۔ بعض دفعہ کرتا ہے۔ وہ اس پر غالب ہوتے ہیں۔ یا اور بیرونی حوادث اور روکیں ہوتی ہیں جن کے باعث اس تغیر کو چھوڑ نہیں سکتا۔

انہی خیالات کے تغیر کو دیکھو تھوڑے سے تغیر سے کیا ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہسٹریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں۔ چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ جن مردوں کو یہ مرض ہو ان کو مراقی کہتے ہیں۔ گو یہ الگ بیماری بھی ہے مگر اس سے یہ اثر شدت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان بیماریوں میں دماغ کی بناوٹ میں فرق آجاتا ہے۔ اور ایک خاص صفت غالب آجاتی ہے۔ ہسٹریا میں رونے اور ہنسنے کی صفات غالب ہوتی ہیں۔ عام طور پر ایسے مریض کے کاموں میں بے لطفی اور بے خرگی ہوتی ہے۔ خواہ ایسا شخص امیر ہو یا غریب ہو۔ بادشاہ ہو۔ یا دولتمند ہو۔ اس کو کسی رتبہ اور مال میں لطف نہیں آتا۔ جائداد سے خوشی نہیں ہوتی۔ رتبہ و عزت سے اس کو اطمینان نہیں ہوتا۔ وہ سب سامان راحت رکھتا ہے مگر حالت اس کی بے اطمینانی کی ہوتی ہے۔ غرض وہ ایک زندہ مردہ اور غلام آزاد ہوتا ہے۔ خیالات کے تغیر سے تمام کوششیں رائگاں چلی جاتی ہیں۔ وہ جائداد اور رتبہ جو اس کے آباء نے دس پندرہ پشت کی لگاتار محنت سے حاصل کیا ہوتا ہے۔ وہ اس بیماری کے باعث ایسے شخص کے لئے بیکار ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ظاہری سامانوں کی فراوانی خوشی کا باعث نہیں ہوسکتی۔ دماغ کی پراگندگی دولت کو حقیر کر دیتی ہے۔ خیالات کی تکلیف ظاہری تکالیف سے بڑی ہوتی ہے۔ بچپن میں میں نے ایک ریڈر میں پڑھا تھا۔ کہ ایک عورت کے بچے کو ایک جانور ایک پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر لے گیا۔ جب اس عورت کو معلوم ہوا تو وہ بے اختیار اس جانور کے تعاقب میں گئی۔ اور اس چوٹی پر چڑھ گئی۔ بچہ کو حاصل کر لیا۔ لیکن اب چوٹی سے اتر نہیں سکتی تھی بمشکل اس کو اتارا گیا۔ وہ چوٹی جس پر لوگ عام حالات میں چڑھ نہیں سکتے تھے۔ وہ عورت اس میں مامتا کی ماری چڑھ گئی۔ اس عورت کے دل میں جو اپنے بچے کی محبت تھی۔ اس نے جو انگیخت کی وہ کمزوری پر غالب آگئی۔ اور وہ اس پر چڑھ گئی۔

سب سے بڑی چیز خیالات کی صفائی ہے

پس معلوم ہوا کہ اصلی اور اعلیٰ درجہ کی چیز جو سب چیزوں میں عمدہ ہے۔ وہ خیالات کی صفائی ہے۔ ظاہری غلامی ایسی نہیں بڑی اور خوفناک غلامی جیسی خیالات کی غلامی ہے۔ خیالات سے جو بے اطمینانی ہوتی ہے۔ ان کے باعث بادشاہوں نے اپنی بادشاہتوں کو چھوڑ دیا۔ اور حکومت کی کوئی پرواہ کی نہ بدھ نے بادشاہی اس لئے چھوڑی کہ وہ بادشاہی میں اطمینان قلب نہیں پاتا تھا۔ مسلمانوں میں بھی ایسے بادشاہ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے حکومتوں کو خیالات کی بے اطمینانی کی خاطر چھوڑ دیا۔

احساسات کی صفائی اور خیالات کی درستی کا ذریعہ کلام الٰہی ہوتا ہے۔ انسان کے خیالات پاک نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا کی طرف سے مدد نہ آئے۔ جن لوگوں نے محض اپنی کوشش سے پاک ہونا چاہا وہ اندھیرے میں ٹھوکریں ہی کھاتے رہے۔ اور آخر جب معلوم ہوا تو یہ کہ وہ بیمار ہیں۔ ان لوگوں کو خاص باتوں کی دھن ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ پاک ہو رہے ہیں۔ مگر وہ انجام کار نامراد ہوتے ہیں ایسے لوگ ایک دھوکے میں پڑے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خیالات رائج کرتے ہیں۔ وہ نہ ان کے لئے باعث تسلی ہوتے ہیں۔ نہ دوسروں کے لئے۔ بلکہ آزادی کی بجائے انہوں نے اپنے آپ کو اور دوسروں کو قید کر دیا۔ ان کے ذریعہ نہ حقیقی راحت ملتی ہے نہ اطمینان مل سکتا ہے۔ اطمینان اسی کو ملا ہے جس کو خدا کی آواز آئی اور اس کو راستہ بتایا۔ وہی تسلی پانے والے ہیں۔ جنہوں نے ان سے تعلق پیدا کیا۔ جن کو خدا کی آواز آئی۔ اور ان کے ذریعہ جو صفائی خیالات حاصل ہوتی ہے۔ وہ عام حالات سے بہت ارفع و اعلیٰ اور بالا ہوتی ہے۔

خیالات کی صفائی نبیوں کے ذریعہ ملتی ہے

پس خیالات کی صفائی اور اطاعت نبیوں کے ذریعہ ملی اور آئندہ ملیگی۔ جو لوگ نبوۃ کا دروازہ بند کرتے ہیں وہ دنیا کو موت کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ حقیقی راحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ دنیا کو خوشخبری نہیں پہنچاتے وہ یہ کہکر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے نبوۃ بند ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ نہیں بڑھاتے۔ بلکہ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز موت کی گھنٹی تھی۔ حالانکہ آپ کی آواز بشارت کی آواز تھی۔

جس نے دنیا کو مسرت اور شادمانی اور اطمینان سے بھر دیا۔ اور وہی ایک انسان ہے۔ جو بشر کہلا سکتا ہے وہ جس نے تمام دنیا کو بشارت دی۔ اور شکوک و شبہات کے تمام پردے اٹھا دئے۔ جو اس کے خلاف ہے وہ اپنے آپ کو تباہ کرتا۔ اور دنیا کے لئے تباہی کا پیغام ہے۔

برکات رمضان

یہ مہینہ جو چل رہا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہے۔ اس میں مسلمان مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور خدا کی رضا کے حصول کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ اسی زمانہ میں دنیا کے لئے سب سے بڑی بشارت کی بنیاد رکھی گئی۔ جس نے دنیا کو شکوک سے نجات دلائی۔ یعنی اس مہینہ میں قرآن کریم اُترنا شروع ہوا۔ جب تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رہے۔ جبرائیل آتے۔ اور ہر سال اس مہینہ میں آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ یہ مہینہ دنیا کی آزادی کے لئے نشان ہے۔ اس سے ہر ایک مسلمان خوش ہوتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ چھوٹی چھوٹی نشانیوں کو سنبھال کر رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دوست کے بال ہیں۔ یا کسی مقام کو یاد رکھتے ہیں کہ اس میں انہیں خوشخبری ملی تھی۔ کسی عمارت سے خوش ہوتے ہیں کہ وہ اس میں پیدا ہوئے تھے۔ کہتے ہیں۔ یہ مکان میرے والد نے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ جب وہ یہاں ملازم تھے۔ تب میں پیدا ہوا تھا۔ غرض ایسی ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خوشی کی یادگار بناتے ہیں۔ پھر اس عظیم تعلق کے نشان سے کیوں نہ خوش ہونگے۔ کہ اس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ رمضان حضرت مسیح موعود کی صداقت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اس لئے اگر یہ کلام دائمی نہ تھا۔ تو اس کی برکات کو دائمی کیسے قرار دیا گیا۔ ہمیشہ کے لئے قرآن کریم تب ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ مسلمان خدا سے تعلق پیدا کر سکیں۔

قرآن کو چھوڑنے کی سزا

جہاں قرآن کریم کے نزول کا ذکر ہے۔ وہاں دعا کا بھی ذکر ہے۔ اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اس کے ماننے والوں اور عمل کرنے والوں پر دائمی برکات ہوتی ہیں۔ ان پر رحمت کے دروازے نہیں بند کئے جاتے۔ اور اس کو ماننے والا جب متوجہ ہوتا ہے۔ تو خدا کو اپنے کی کھڑکی کو کھلا پاتا ہے۔ اور جب دعا کرتا ہے۔ تو خیالات کی تاریکی نکل کر وثوق پیدا کرتا ہے۔

بس یہ خوشی کا مہینہ ہے۔ برکتوں کا مہینہ ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ برکتیں حاصل کی جا سکتی ہیں یقیناً سمجھو کہ کوئی راحت یقین سے زیادہ نہیں۔ اور بے اطمینانی سے زیادہ کوئی لعنت نہیں۔ جیسا کہ بے اطمینانی کی لعنت ہے۔ اطمینانی بھی کچھ کم نہیں سب بیماریوں کا انسان علاج کر سکتا ہے۔ مگر ایک یہی بیماری ہے کہ اسمیں انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے پس سب سے بڑا دکھ پراگندگی خیال ہے اور سب سے بڑا سکھ اطمینان قلب ہے۔ لیکن یہ نہیں حاصل ہو سکتا جب تک اپنا اور رامور نہ بتا دیں۔ ورنہ عقل کوشش کرتی ہے۔ اور سمجھ نہیں سکتی۔ جب لوگوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ اس سے الگ ہو گئے۔ ان سے اطمینان بھی چھن گیا۔ باوجود اس کے کہ کسی مذہب کی کتاب میں راحت و آرام کا یہ سامان نہیں۔ جو قرآن کریم میں ہے لیکن نظر یہ آتا ہے۔ کہ مسلمان سب سے کم مطمئن ہیں کیونکہ جتنی بڑی امید ہو اسی کے مطابق مایوسی بھی رنج دہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں کا دعویٰ سب سے بڑا دعویٰ ہے۔ کہ ان میں خاتم النبیین آیا۔ مگر اس وقت ان کی حالت میں کچھ تغیر نہیں۔ ایک عیسائی یہ کہکر اپنے دل کو تسلی دے سکتا ہے۔ کہ انجیل تسلی کا موجب ہو سکتی تھی اگر محرف و مبدل نہ ہوتی۔ یہودی بھی اپنے دل کو یہی کہکر تسلی دے سکتا ہے۔ مگر مسلمان کے لئے اس طرح بھی تسلی نہیں۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن کریم میں کوئی نقص نہیں آیا۔ پس جب وہ دیکھتا ہے کہ خدا کا کلام تھا۔ سچا کلام تھا۔ مگر کوئی اطمینان نہ بخش سکا تو اس کی کیا حالت ہو گی۔ اس وقت وہ یہی کہیگا کہ کیا خدا کا کلام بھی تسلی نہیں دے سکتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے خدا کے دئے ہوئے علم اور اس کی مدد سے قرآن کو پڑھا۔ ان کے لئے قرآن ایک عقیدہ لاینحل نہ رہا۔ اور انکو اطمینان حاصل ہو گیا۔ خدا کا کلام شکوک سے نجات دے سکتا ہے۔ ان انسانوں کے لئے

شک نہیں ہے کہ جنہوں نے خدا کو دیکھا۔ اس کا کلام سنا دنیا کے فلاسفروں کے سامنے ایک بچہ کی حیثیت میں ہو گئے۔ اور جاہل ثابت ہوئے۔ کیونکہ خدا کے کلام نے لاینحل عقدے اپنے پیاروں کے ذریعہ اچھی طرح حل کر دئے۔

دی آنا یونیورسٹی کا ایک پروفیسر

یورپ سے کل ہی مجھے ایک خط مولوی مبارک علی صاحب کا آیا ہے جس میں انہوں نے دی آنا یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کے ایک خط کی نقل کی ہے۔ یہ یونیورسٹی یورپ بھر میں مانی علوم کے شعبہ کے متعلق سب سے اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹی گنی جاتی ہے اسکے بعد اور بھی یونیورسٹیاں ہیں۔ جیسے ہیمبرگ وغیرہ۔ مگر دی آنا یونیورسٹی اعلیٰ درجہ کی ہے یہ خط اس یونیورسٹی کے مذہبی تعلیم کے پروفیسر کا ہے۔ جو اس نے ایک اور جرمن پروفیسر کو لکھی ہے۔ اسمیں وہ لکھتا ہے۔ کہ میں تم کو جلدی لکھتا ہوں۔ اور تم جانتے ہو۔ مجھے مبالغہ کی عادت نہیں۔ نہ میں جھوٹ لکھتا ہوں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھ میں ان کتابوں کے مطالعہ نے ایک تغیر پیدا کر دیا ہے۔ یہ حضرت صاحب کی کتابوں اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مولوی مبارک علی صاحب نے یہ ان کو دی تھیں۔ وہ کہتا ہے کہ ان کتب کے لفظ لفظ نے وہ وہ مسائل حل کئے ہیں۔ جو اب تک حل نہ ہوئے تھے اب میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اشاعت اسلام میں اپنا آئندہ وقت لگاؤں۔ وہ مسائل جو میری عمر بھر میں حل نہ ہوئے۔ ان کتب کی روشنی میں وہ معمولی باتیں نظر آتی ہیں۔

ایک عیسائی لیکچرار جو پچیس ۲۵ سال سے مذہبی لیکچر دے رہا ہے۔ اور فلسفہ پر اس کی نظر وسیع ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے سادہ سادہ بیان سے اس کے لاینحل مسائل حل ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام یونیورسٹیوں کے پڑھے لکھے ہوئے نہ تھے۔ آپ نے باقاعدہ تعلیم بھی اس میں نہ پائی تھی۔ لیکن یہ کیا بات ہے کہ آپ کے بیان سے علوم کے عقدے حل ہونے لگے۔ یہی کہ آپ پر خدا کی وحی نے علوم کھول دئے

یہ وحی کی برکت ہے - اس میں انسانی عقل کا دخل نہیں فلاسفہ کی کتابوں میں یہ بات نہیں ہو سکتی - جو حضرت اقدس کی کتابوں میں ہے - کہ ان سے تسلی ہوتی ہے قرآن کریم سے تسلی ہوتی ہے اور یہی حالت حضرت صاحب کی کتب کی ہے - کہ یہ بھی وحی کی روشنی میں لکھی گئی ہیں فلاسفہ اس کوچہ سے ناواقف اور اس بات میں پیچھے ہیں - پس یہ اطمینان اور یہ نصرت اللہ تعالیٰ کی تائید ہے - اللہ تعالیٰ دل کا واقف ہے - وہ جس پر جلوہ کرتا ہے - اس کو منور کر دیتا ہے

غرض یہ اسلام کی برکت ہے کہ سلسلہ وحی جاری ہے اس کا تعلق رمضان سے ہے - ہماری جماعت کا فرض ہے - کہ اس ماہ مبارک کی قدر کرے - اور برکات کو جمع کرے - ہمیں اس خدا کی برکت کے نشان کی قدر کرنی چاہیئے - خدا ہمیں زیادہ برکتیں دیگا - اسلئے ہمیں چاہیئے - کہ اپنے لئے اور ترقی روحانیت کے لئے اور خصوصاً اس جنگ عظیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جس میں آجکل ہماری جماعت شامل ہو دعا کریں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے کلام کی اشاعت کی توفیق ملے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ملے - اگر یہ بات حاصل ہو جائے - تو باقی سب دنیا کی چیزیں ہیچ ہیں - یہ مل جاتے تو اور بھی سب کچھ مل جائے گا ❖

نائب ناظر صاحب انسداد فتنہ ارتداد قادیان کی طرف سے دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے کہ علاقہ ارتداد میں مبلغین کیواسطے بائیسکلوں کی اشد ضرورت ہے - احباب اپنے بائیسکل اس خدمت کے لئے دیکر عند اللہ ماجور ہوں ❖

ویدک معتقدات پر سلسلہ اعتراضات

مندرجہ بالا مضمون مہاشہ فضل حسین صاحب نے دیر ہوئی - لکھا تھا - جو دیگر اہم مضامین کے باعث رُکا رہا - اب ہم اسے شائع کرتے ہیں اسمیں ویدک دہرم کی حقیقت کا کشف راز ہو گا - (ایڈیٹر)

الفضل میں ہمنے ویدک معتقدات پر سلسلہ اعتراضات شروع کیا - جس کے ابھی دو ہی نمبر نکلے تھے - کہ آریہ مسافر دہلی جسے صداقتِ وید کا بڑا ہی دعویٰ تھا - دم توڑ بیٹھا - اور یہ کہکر رستگاری حاصل کرنی چاہی - کہ تم آریہ اور ہندو عقائد کو ٹکرا کر تماشہ دیکھنا چاہتے ہو (مفہوم)

لیکن اسے اس بات کا علم ہونا چاہیئے - کہ ہم اس کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑینگے - جب تک کہ وہ صاف الفاظ میں اپنے عقائد کی خامی اور کمزوری کا اقرار نہ کرے -

ہاں جہاں ہمنے ویدوں کی تعداد میں اختلاف ثابت کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ان کی اصل اور صحیح تعداد کیا ہے - وہاں ملہمین وید کے بارے میں بھی آرین اور سناتن عقائد کا اختلاف دکھلاتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ویدک لٹریچر کی رُو سے آرین دعویٰ کہ ویدوں کے ملہم اگنی - وایو وغیرہ چار رشی ہیں یہ درست ہے یا سناتن عقیدہ کہ ویدوں کے ملہم برہما جی مہاراج ہیں - یہ رارست - مگر جواب ندارد ❖

لیکن ہمارے ایک دوست نے الفضل میں دیگر مطالبات کے ساتھ مُسافر دہلی سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ :-

"وہ کیا ثبوت ہے کہ ویدان متذکرہ بالا (اگنی - وایو - ادتیہ - انگرا) چار رشیوں پر نازل ہوئے تھے - کیوں نہ سناتنیوں کے دعوے کو صحیح تسلیم کیا جائے کہ وید برہما پر نازل ہوئے تھے"

جس کے جواب میں مسافر دہلی نے کیا لکھا؟ وہ کس قدر معقول ہے؟ یہ ہم ذیل میں بتلاتے ہیں - جس سے ناظرین پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیگی - کہ مسافر دہلی نہ صرف جواب دینے میں ہی اسمرتھ (ناطاقت) ہے - بلکہ اسے جھوٹ بولنے اور عوام کو دھوکہ دینے میں بھی کسی قسم کا باک نہیں -

ملاحظہ ہو - مسافر کے جواب کا پہلا حصہ :-

"ملہمان وید کے متعلق ویدک دہرمیوں میں کوئی اختلاف نہیں - اگنی - وایو - آدتیہ انگرا سے چاروں وید پڑھنے والے برہما ہوئے - یہی آریوں اور ہندوؤں کا سدھانت (عقیدہ) ہے"

مسافر لکھتا ہے - کہ اس بات پر آریوں اور ہندوؤں میں کوئی اختلاف نہیں - کہ وید - اگنی وایو وغیرہ پر نازل ہوئے - اور برہما ملہم نہیں - بلکہ ان رشیوں کے شاگرد ہیں -

ایک اخبار اور ایک رسالہ کا ایڈیٹر اس قدر دروغ بیانی سے کام لے - اور اسے کچھ بھی خوف خدا نہ آئے - اور روز روشن کی طرح صاف اور صریح اختلاف کو جانتا ہوا بھی لکھ دے کہ آریوں اور ہندوؤں کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں - العجب ثم العجب

دوستو! یہ ہے - مسافر کی کذب بیانی کا نمبر اوّل - کیا اسی برتے پر آریوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ست کے حامی ہیں - اور ست کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں - اور اَست کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - لیکن حال یہ ہے کہ ہم آریہ لوگوں کو اَست کا پھیلانے والا اور ست کی مخالفت میں سرگرم پاتے ہیں ❖

اگر کسی کو مسافر کی اس صریح دروغ بیانی پر یقین نہ ہو۔ تو وہ مندرجہ ذیل تین زبردست علماء ہنود کی شہادتوں کا مطالعہ کرے۔

پنڈت جوالا پرشاد صاحب مصنف مفسر وید فرماتے ہیں؛

اوّل "سوامی جی نے تو اپنا مذہب ہی نیا گھڑ لیا ہے۔ جب تک تمام باتیں سناتن دھرم سے اُلٹی نہ لکھتے۔ ان کی شہرت کیسے ہوتی ...... ہم کہیں مورتی پوجا شرادھ اوتار تیرتھ ورت ویدک مذہب ہے۔ وہ (بانی آریہ سماج) ......

...... کہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ اور نیوگ (ویبھچار۔ زنا) ٹھیک ہے۔ ہم کہیں وید برہما پر آئے۔ وے کہیں نہیں۔ چار رشیوں پر آئے۔ الخ" (دیانند تمر بھاسکر صفحہ ۱۵۵)

پنڈت اکھلا نندجی کوی رتن لکھتے ہیں۔

دوم۔ "شرتیوں کے ان حوالوں سے اس کا اثبات ہے کہ برہما سے پہلے کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ سب سے پہلے صرف برہما پیدا ہوا یہ سبھی کا عقیدہ ہے ...... اس لئے اگنی وغیرہ کو دنیا کے شروع میں رشی مان کر ان پر ویدوں کا ظہور ماننا محض بے سند اور بے ثبوت بات ہے۔"

(سیتارتھ پرکاش آلوچن صفحہ ۱۳۶)

منشی اندرمن مراد آبادی جو کبھی سوامی جی کے دست راست تھے اپنی کتاب آریہ پرکاش صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں

سوم۔ "اگنی وغیرہ کا رشی ہونا بھی صرف دیانند سرستی کا ساختہ اور پرداختہ ہے کسی کتاب قدیم و جدید سے ثابت نہیں ہے اور سوامی جی نے بھی اس بارہ میں کوئی سند پیش نہیں کی۔ وید معظم کو پرماتما نے شری برہماجی پر نازل کیا ہے۔ اور انہی کے ذریعہ سے ہم کو ملا ہے۔ اور کل متقدمین و متاخرین کا یہی عقیدہ چلا آیا ہے۔ اس کی مخالفت سوائے دیانند سرستی کے کسی نے آج تک نہیں کی۔ تفصیل اس امر کی وید وار کا پرکاش نامی رسالہ میں کی گئی ہے۔ جو کہ متقدمین سے وید اور رانیت سے ایک طریق ایسا قائم کیا ہے۔ یہ سب وضعیت اس کے برعکس نئی بات اپنی طرف سے اختراع کرنی سوامی جی کی ہٹ دھرمی ہے۔ کوئی آریہ اس کو تسلیم نہیں کریگا۔ الخ" (منقول از برق اسلام)

اس طور کی بیسیوں شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر ایڈیٹر آریہ مسافر کی دروغ گوئی ثابت کرنے کے لئے یہی شہادتیں کافی سے زیادہ وزنی ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ مدعی صداقت ایڈیٹر آریہ مسافر آئندہ کے لئے اس قسم کی باتوں سے مجتنب رہینگے۔ کہ دروغ بیانی سے کام لیکر عوام کو دھوکہ میں ڈالیں

اور ایڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ

"یہی تمام سنسکرت ساہتیہ (لٹریچر) سے ثابت ہوتا ہے"

یہ بھی اس طرح غلط بلکہ اغلط ہے جس طرح یہ کہنا کہ سناتن دھرمی لوگوں کا عقیدہ بھی ہماری طرح ہے۔ یعنی ویدوں کے ملہم اگنی وغیرہ تھے۔ نہ کہ برہما۔

یہ مسافر کا دوسرا جھوٹ ہے۔

اور اس کیلئے بھی اندرمن کی شہادت کے آخری الفاظ کافی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہندو دھرم کی مستند کتاب شت پتھ ہے۔ تو شت پتھ ۱۱-۴-۲-۳ میں صاف اگنی وایو وغیرہ رشیوں پر وید کے پرکاش ہونے کا بیان ہے۔

معلوم نہیں مسافر کے ایڈیٹر کو دھوکہ دینے میں کیوں اتنی مشق ہے۔ جگہ جگہ یہی کارستانی نظر آتی ہے۔

ناظرین! یہ تیسرا جھوٹ مدعی صداقت آریہ مسافر کا ہے۔ شت پتھ کا حوالہ دیکر لکھتا ہے۔ کہ اس سے بھی چاروں رشیوں کا ملہم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسپر ہم اس جگہ کچھ نہ لکھتے ہوئے صرف یہی کہینگے کہ اگر آریہ مسافر کا ایڈیٹر اپنے اندر کچھ بھی ہمت رکھتا ہے تو وہ اپنی اس جھوٹ کو سچ کر کے دکھائے۔ اور بتلائے کہ اس حوالہ میں چاروں رشیوں کے نام ہیں؟ اور لکھا ہے کہ ان چار رشیوں پر چار وید پرماتما نے نازل یا پرکاش کئے۔

مگر ہم ببانگ دہل اعلان کر کے کہتے ہیں کہ آریہ مسافر کے ایڈیٹر کا اس مطالبہ کو پورا کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا کسی آریہ کا چھ منہ اور چھ آنکھوں والا ہونا۔

شت پتھ کے اس حوالہ کا کیا مطلب ہے۔ اس پر پہلے علیحدہ لکھا ہے۔ جو الفضل میں شائع ہو چکا۔

پھر لکھتا ہے کہ وہ (سناتنی) منوسمرتی کو مستند مانتے ہیں۔ (کیا آپ نہیں مانتے؟) اس کے ادھیائے ۱ اشلوک ۱۳ میں اگنی وغیرہ پر ہی وید کا ظہور مندرج ہے۔"

یہ مسافر کا چوتھا جھوٹ ہے۔ کہ منوسمرتی ۱ میں اس قسم کا مضمون ہے۔

اس سے آگے ایک فقرہ لکھتا ہے۔ جس میں اگنی۔ وایو۔ روی کے ساتھ ویدوں کا تعلق بتلایا گیا ہے۔ مگر وہاں آدیتہ انگرا اور اتھروید کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی وہاں اگنی وغیرہ کوئی انسان یا رشی مراد ہیں۔ بلکہ وہاں تو اگنی وغیرہ سے عناصر مراد ہیں۔ ہم اس حوالہ کی حقیقت بھی الفضل میں ظاہر کر چکے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں۔ کہ

"ایسا ہی یہ بھی ان کتابوں (جن کا حوالہ اوپر گذرا یعنی شت پتھ اور منوسمرتی۔ ناقل) میں ہے کہ اگنی وغیرہ رشیوں سے برہما نے چاروں وید پڑھے"

یہ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ جسکو ہم مسافر کا پانچواں جھوٹ سمجھ سکتے ہیں۔

اگر آریہ مسافر کا ایڈیٹر شت پتھ اور منوسمرتی سے یہ عبارت نکالدے تو ہم اسے بہت کچھ انعام دینگے۔ مگر

ایں خیال است و محال است و جنوں

پھر لکھتا ہے کہ

"جیسے ایک طالب علم پرپیری سے شروع کر کے ایم۔ اے تک چاروں حصوں کے لائق استادوں سے درجہ بدرجہ تعلیم پاکر پہونچتا ہے۔ آپ بھی سنسکرت پڑھے ہوئے اور رد و بدل ... ایسے واقف کار کی تلاش کرینگے۔ جو اگنی آدی (وغیرہ) کے ذریعہ برہما کو وید ملنے کی بجائے براہ راست ایشور سے ملنے کی پوزیشن لیتا ہو۔ تو آپ کو کبھی کامیابی نہ ہوگی"

یہ بھی محض غلط اور مسافر کا چھٹا جھوٹ ہے۔ ہم ایسے سینکڑوں علماء وید کے نام گنا سکتے ہیں۔ جن کی یہ پوزیشن یا عقیدہ ہے کہ ویدوں کا ملہم برہما تھا نہ کہ اگنی وغیرہ کوئی خاص انسان یا رشی سناتنی زیادہ سے زیادہ یہ مانتے ہیں کہ اگنی۔ ہوا۔ سورج سے برہما نے ویدوں کو اخذ کیا یا دوہا نہ کہ اگنی وغیرہ کوئی خاص انسان رشیوں سے پڑھا۔ پس روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔ کہ ہمارے اعتراضات کے جواب آریہ مسافر کے حیطۂ قدرت سے قطعی باہر ہیں۔ وہاں یہ بات بھی ناظرین پر ظاہر ہو گئی۔ کہ آریوں کے لیڈر اور ایڈیٹر جو دنیا کو ویدک صداقت کی تلقین کرنے کے مدعی ہیں۔ صریح جھوٹ اور مغالطہ دہی میں پورے مشاق ہیں۔ اور انہیں کذب بیانی سے قطعاً باک نہیں۔

[illegible] احمدی مہاجر قادیان

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب پی سی ایس سب جج بہادر درجہ چہارم تحصیل زیرہ

نالش دیوانی ۱۳۷۳ بابت ۱۹۲۳ء

بھان سنگھ ولد خوشحال سنگھ ذات جٹ ساکن ننگل کلاں تحصیل موگا مدعی

بنام

جیون سنگھ ولد پریم سنگھ ذات جٹ ساکن ننگل کلاں حال آباد تر وٹیری تحصیل منچن آباد ریاست بہاولپور مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۱۹۷ روپیہ اصل معہ سود بروئے تمسک

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر میں درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمن و حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے لہٰذا اس کو بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۱۰ مئی ۱۹۲۳ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ ہذا کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۸ ماہ اپریل ۱۹۲۳ء بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط بخط انگریزی

مہر عدالت

انجینیرنگ سکول

لدھیانہ سے پشاور میں آکر کالج بن گیا

جنوری ۱۹۲۳ء سے اس درس گاہ کو باجازت لوکل گورنمنٹ لدھیانہ سے پشاور میں منتقل کیا گیا۔ بہت انجینیروں نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا کہ یہ کالج ہر طرح سے گورنمنٹ کی سرپرستی کا مستحق ہے۔ چنانچہ جناب چیف کمشنر صاحب بہادر نے ماسوائے مالی امداد کے ہر قسم کی امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ ڈائرکٹر صاحب بہادر ملٹری ورکس آف انڈیا نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا کہ اس کالج کے طلباء ملٹری ورکس ڈیپارٹمنٹ کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔ کالج کے ورکشاپ میں طلباء کو مفت کام سکھایا جاتا ہے۔ سال گذشتہ میں ایک سو طلباء اوورسیر و سب اوورسیر کلاس میں داخل ہوئے تھے۔ کالج کا اسٹاف نہایت قابل اور تجربہ کار مقرر کیا گیا ہے۔ ملازم شدہ طلباء کی فہرست اور نمبروں کے معائنہ کی نقلوں اور پراسپیکٹس سب انجینیر سب اوورسیر اوورسیر کی مکمل کتاب ایک آنہ آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

سکرٹری سول انجینیرنگ کالج پشاور

خلاف تحریر ہو تو واپس — رعایتی اعلان

تحفہ رمضان شریف

نقشہ نوایجاد مشین سیویان

بچہ چلا سکتا ہے منٹوں میں سیروں سیویاں بنتی ہیں۔ مختصر و مضبوط جو برسوں خراب نہ ہو۔

توسیع اشاعت الفضل

احباب کرام کو چاہئے کہ وہ الفضل کی توسیع اشاعت کا خاص خیال فرماویں۔ بابو فیض محمد صاحب منٹگمری کی مثال قابل تقلید احباب ہے۔ کہ انہوں نے سات خریدار الفضل کو بلا کسی ہماری خاص تحریک کے دئیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے نیک نمونہ پر دوسروں کو چلنے کی توفیق دے۔ مینیجر الفضل قادیان

اعلان

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ غیر احمدی علماء کا جو فتویٰ بھی کسی احمدی کو ملے۔ خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ اس کی جس قدر کاپیاں مل سکیں۔ جلد سے جلد ناظر تالیف و اشاعت کے نام ارسال کر دیا کریں۔ ضروری تاکید ہے۔

والسلام

زین العابدین

قائمقام ناظر تالیف و اشاعت قادیان

اردو ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کو اطلاع

انگریزی کا ریویو کا دفتر الگ ہے۔ اس لئے اردو کے متعلق خط و کتابت و ترسیل زر الگ ہونی چاہئے۔ بعض دوست خط میں واضح نہیں کرتے کہ وہ انگریزی رسالہ چاہتے ہیں یا اردو یہ سب امور بہ وضاحت کہنے چاہئیں۔ اردو کا عملہ ایڈیٹوریل و منیجر بالکل علیحدہ ہے۔ انگریزی رسالہ کا ترجمہ اسمیں نہیں ہوتا۔ منیجر اردو ریویو آف ریلیجنز قادیان

قابل قدر موقعہ

ہر قسم کا چرمی سامان مثلاً مختلف قسم کے ٹرنک سوٹ کیس اٹیچی کیس ہینڈ بیگ۔ ہولڈال۔ بستر بند۔ کارکس پرس بلاٹنگ پیڈ گیتھ سٹیشنری کیس ہر قسم اور ہر سائز کے بوٹ شو زمردانے و زنانے نہایت عمدہ مضبوط فیشن ولایتی مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرما کر امتحان کیجیے

خاکسار۔ الطاف حسین احمدی فینسی لیدر گڈس مینو فیکچر شوراب دروازہ شہر میرٹھ

جماعت احمدیہ اور فتنہ ارتداد

احمدیہ جماعت کی کارگذاری

نوگاؤں ضلع متھرا کے قرب وجوار کے دیہات میں قریب دو تین ہزار ملکانے آباد ہیں۔ یہاں دو ایک مسجدیں قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہیں جو شکستہ حالت میں پڑی ہیں۔ اس گاؤں میں نماز پڑھنے والا تو کجا کلمہ گو تک بھی مشکل سے نکلیگا۔ ایک مشہور انجمن کی طرف سے کسی زمانہ میں دو ایک مبلغ اس طرف بھیجے گئے تھے۔ کچھ دن کے قیام میں اپنے طریق عمل سے ان لوگوں کو متنفر کر گئے۔

گزشتہ ہفتہ میں انجمن تبلیغ قادیان کے چار مبلغین اس گاؤں میں پہونچے۔ یہاں کے باشندوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ لوگ بھی چند روز کے لئے یہاں قیام کر کے چلے جاویں۔ اس سے بہتر ہے کہ مقیم ہی نہوں۔ کیونکہ ہم لوگ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے ہماری خبر گیری کرلی اور ہم کو اسلامی تعلیم سے واقف کردیا۔ تو خیر ورنہ ہم دوسری جاتی میں شامل ہو جاویں گے۔

ان مبلغین نے ان سے حتمی وعدہ کیا کہ ہم بلا آپ کے کسی قسم کی اعانت کے آپ کی خدمت انجام دیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہاں قیام کردیا اور ایک مسجد جو ویران پڑی تھی اس کو درست کیا۔ اور فرش وغیرہ سے آراستہ کیا مگر ہمارے غیر عملی افراد شدت پسند بزرگوار رضائے مصطفےٰ کے چند اصحاب بھی وہاں پہونچے۔ انہوں نے ان مبلغین کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور جو بڑھیا ان لوگوں کا کھانا پکایا کرتی تھی۔ اس کو منع کردیا کہ کھانا نہ پکاوے۔ رضائے مصطفےٰ کے افراد کی سعی کا یہ نتیجہ نکلا کہ ملکانہ برہم ہوکر آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم گروہ رضائے مصطفےٰ کو پسند نہیں کرتے۔ آخرش یہ لوگ بے نیل مرام واپس آگئے۔

یہ ہیں آپ کی مساعی جمیلہ اور تبلیغ اشاعت مذہب ایسے ہی اکثر واقعات سننے میں آئے ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی یہی طریقہ رہا تو مجبوراً ہم کو عوام کے سامنے تمام حالات پیش کرنے پڑیں گے۔

دربار آگرہ یکم و ۸ راپریل ۱۹۲۳ء

اپنے مت کے پرچار کیلئے احمدیوں کا جوش

ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کی تحریک کو روکنے اور ملکانوں میں اسلامی مت کا پرچار کرنے کے لئے احمدی صاحبان خاص جوش کا اظہار کر رہے ہیں۔ چند ہفتے ہوئے قادیانی فرقہ کے لیڈر مرزا محمود احمد صاحب نے ڈیڑھ سو ایسے کام کرنے والوں کے لئے اپیل کی تھی کہ جو تین ماہ کے لئے ملکانوں میں جاکر سخت کام کرنے کے لئے تیار رہوں جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا اور وہاں کے کرایہ وغیرہ کا کل خرچ خود برداشت کرسکیں۔ اور انتظام میں جس لیڈر کے ماتحت جس کام پر انہیں لگایا جاوے۔ اسے وہ خوشی خوشی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس اپیل پر چند ہفتوں کے اندر چار سو سے زیادہ درخواستیں ان شرائط پر کام کرنے کے لئے موصول ہو چکی ہیں۔ اور تین پارٹیوں میں ۹۰ احمدی صاحبان آگرہ کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں اور بہت سرگرمی سے ملکانوں میں اپنا پرچار کر رہے ہیں۔ اس نئے علاقہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ان میں سے بعض نے جن میں گریجویٹ نوجوان بھی شامل تھے۔ اپنے بستر کندھوں پر رکھ کر اور تیز دھوپ میں پیدل سفر کرکے سارے علاقہ کا دورہ کیا ہے۔

احمدی صاحبان ملکانوں کو ہندوؤں سے متنفر کرنے کے لئے جو طریقے عمل میں لا رہے ہیں۔ اگرچہ انہیں سے کئی سخت قابل اعتراض ہیں۔ لیکن اپنے مت کے پرچار کیلئے ان کا جوش اور ایثار تعریف کے قابل ہے۔ (رجیون تت ۲۴ راپریل ۱۹۲۳ء)

علماء اسلام توجہ فرمائیں

جو طبیب اپنا تھا دل اس کا کسی پر نا ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

یہ بہت افسوسناک خبر سنی گئی ہے کہ میدان فتنہ ارتداد میں بھی بعض لوگوں نے احمدی و غیر احمدی کا جھگڑا از سرنو شروع کردیا ہے۔ اور ان احمدیوں کی تکلیف کا باعث ہوئے ہیں۔ جو آج اسلام کے انتہائی مصائب میں گراں مایہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسوقت باہمی مناقشات پر زور آزمائی کرنا عمداً ملکانہ راجپوتوں کے جہاز کو شرک و ضلالت کے گہرے سمندر میں ڈبو دینا ہے۔

آج ہمارے ساڑھے چار لاکھ بلکہ کئی کروڑ مسلمان بھائیوں کا بیڑا کفر و شرک کے طوفان بے پناہ میں پھنسا ہوا ہے۔ سب باتوں سے پہلے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم متفقہ کوشش سے اس کو محفوظ مقام پر کھینچ لاویں۔ کیونکہ آج کے بعد بھی دنیا کے تمام کاروبار ختم نہیں ہوئے جاتے۔ فرصت میں جتنا چاہنا جھگڑ لینا۔ لیکن اگر اس وقت بھی ہم اپنی قوت باہمی جھگڑوں میں صرف کردیں گے۔ تو یقیناً شرک کا تند طوفان اس جہاز کو بہ آسانی بہا لیجائیگا۔ جس کی حفاظت کے واسطے آج مسلمانان عالم کی آنکھیں تمہاری طرف لگی ہیں۔ کیا احمدی ان مشرک ہنود سے بھی بدتر ہیں کہ جن سے کل ہی سوالات کرکے تم مقامات مقدسہ و خلافت کی حفاظت کیلئے کھڑے ہوئے تھے؟ ہمیں ان ناعاقبت اندیش لوگوں پر بہت افسوس ہے جنہوں نے ایسے خطرناک وقت میں اس سوال کو اٹھا کر مسلمانوں کے لئے خطرات عظیم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حضرات علماء جلد سے جلد اس کا تدارک کردیں گے۔ ورنہ یاد رہے کہ یہ ہمارے باہمی اختلافات دشمن کی کامیابی اور ہمارے ناکامیابی و نامرادی کا باعث اصلی بن جائینگے۔ (... اسلام)

وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کا چندہ ماہ اپریل میں ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام رہتی کا پرچہ وی پی ہوگا۔ جو وی پی واپس کرینگے انکا پرچہ تا وصولی امانت بند۔ (مینجر الفضل)

ہندوستان کی خبریں

اخبار انگلش مین

کلکتہ کا نامہ نگار کولمبو سے اطلاع دیتا ہے کہ وہاں آجکل جنوبی افریقہ کے ضلع رسٹنبرگ (ٹرانسوال) کا ایک عجیب الخلقت باشندہ آیا ہوا ہے۔ جس کے ماتھے پر اوپر نیچے دو سینگ ہیں اس کا نام جرمیاہ ڈائل ہے جب جرمیاہ ڈائل ۹ برس کا ہوا۔ تو اس کے سینگ نکلنے شروع ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ پندرہ انچ کی لمبائی کو پہنچ گئے۔ سینگوں کے بڑھنے کی رفتار دو انچ فی سال ہے۔ چار سال کے بعد سنگ جھڑ جاتے ہیں اور پھر نئے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے سینگ چار مرتبہ جھڑ چکے ہیں۔ اسوقت یہ چھوٹے چھوٹے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ نمائش برٹش ایمپائر کے منعقد ہونے تک (جس کو وہ بطور نمائش پیش کیا جاویگا) اس کے سینگ کافی لمبے ہو جاوینگے۔

ناگپور میں سول نافرمانی کی تیاری

ناگپور ۲۳ راپریل بمبئی سے واپس آنے کے بعد سیٹھ جمنالال جی نے ایک سب کمیٹی کا ایک جلسہ منعقد کیا جو کانگریس کی مجلس عاملہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔ اس کمیٹی نے علاوہ دیگر تجاویز کے ایک تجویز اس مضمون کی بھی پاس کی ہے کہ گورنمنٹ نے قومی جھنڈے کے جلوس کی مخالفت کر کے جو ۱۳ راپریل یوم جلیانوالہ باغ کے سلسلہ میں نکلنے والا تھا۔ لوگوں کو ستیاگرہ کے لئے صاف چیلنج دیا ہے۔ اور ہم لوگ اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ اور یکم مئی ۱۹۲۳ء سے ناگپور میں ستیاگرہ شروع کرنے اور اس کا انتظام کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

والیان ملک کے قواعد

تازہ گزٹ آف انڈیا میں بعض ترمیمات شائع ہوئی ہیں۔ جو والیان ملک کے قواعد میں کی گئی ہیں۔ وہ اہم ترمیمات میں چند ترمیمیں یہ ہیں۔ اگر کسی وجہ سے اتفاقیہ طور پر چانسلر کی جگہ خالی ہو تو اس صورت میں اس ممبر کو چانسلر کے عہدہ پر مقرر کیا جاویگا۔ جس کے ووٹوں کی تعداد دوسرے نمبر پر ہوگی۔ اور اس کے غیر حاضر رہنے کی صورت میں وہ ممبر اس کے بجائے کام کریگا۔ جس کے ووٹوں کی تعداد تیسرے نمبر پر ہوگی۔ اتفاقیہ طور پر جگہ بصورت استعفےٰ۔ ناقابلیت یا ہندوستان سے غیر حاضر رہنے کی صورت میں خالی ہو سکتی ہے۔ غیر حاضری یا ناقابلیت کی وجہ سے جو جگہ اتفاقیہ طور پر خالی ہوگی۔ وہ اس کی واپسی یا قابلیت آجانے پر ختم ہو جائیگی۔ وہ والی ملک جس کو کسی وجہ سے اپنی ریاست کے اندر اختیارات حاصل نہ ہوں گے۔ وہ بطور نمائندہ ممبر کے منتخب ہونے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ اور کسی انتخاب میں ووٹ دینے کا مجاز نہ ہوگا۔

مس ایلیس بالکل بخیر و عافیت ہیں

لاہور ۲۵ راپریل مس ایلیس میجر ایلیس کی بیٹی جن کو سرحدی ڈاکو اٹھا لے گئے تھے ایک یوروپین خاتون مسز سٹار اور ایک مسلمان سردار کی کوشش سے سرحدیوں کے پنجہ سے نکل آئی ہیں۔ آج صبح پشاور ٹیلیفون کرنے سے سول اینڈ ملٹری گزٹ کو معلوم ہوا ہے کہ مس ایلیس نے کل سرحد کو عبور کیا۔ اور ۲ بجے دوپہر پشاور پہنچ گئیں۔ وہ بالکل بخیر و عافیت ہیں۔ اور فی الحال گورنمنٹ ہاؤس میں مقیم ہیں۔ وہ اپنے والد کے ساتھ یورپ کو جانے والی ہیں۔

غیر ممالک کی خبریں

شہزادہ ویلز کو زبان کی بیماری

لندن ۱۰ راپریل شہزادہ ویلز شہزادہ اسٹر باکنگ (؟) البسوسی ایشن میں اس وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ کہ ان کی زبان حلق کے خاص مرض (لرنجائٹس) کی وجہ سے بالکل بیکار ہو گئی۔ اور اب وہ قطعی نہیں بول سکتے۔

کانفرنس لوزان

لندن ۲۳ راپریل آج سہ پہر کو ملتوی شدہ صلح کانفرنس کا پہلا جلسہ ہوا۔ سر ہوریس رمبولڈ نے جو جلسہ کے صدر تھے اس امر کی تشریح کی کہ جو امور غیر منفصل رہ گئے ہیں۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاویگا۔ اور ہر حصہ ایک کمیٹی کے سپرد ہوگا۔ اول کمیٹی ان امور کا فیصلہ کریگی جن کا تعلق انقطاع ملک اور عہد ناموں سے ہے۔ دوسری کمیٹی کے متعلق مالی مسائل اور تیسری کمیٹی کے ذمہ اقتصادی معاملات ہونگے۔ تجارتی معاملات کے متعلق ایک مخصوص مجلس بنائی جائیگی۔ آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ترکی وفد عید بہرام تک واپس ہو جائیگا۔

ترکی اور فرانس میں کشیدگی

پیرس ۲۳ راپریل اخبار "طان" رقمطراز ہے کہ یہ خبر صحیح ہے کہ مشرقی کلیکیا کی فرانسیسی سرحد پر ترکی فوجوں نے اجتماع کیا ہے جن میں چند بٹالینیں اور چند توپخانے ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ اگر فرانسیسی جھنڈے پر حملہ کیا گیا یا اور اس پر حملہ کا خطرہ ہوا تو فرانس کا موجودہ مصالحانہ رویہ قطعی دوسری صورت اختیار کر لے گا۔

عصمت پاشا

لوزان ۲۳ راپریل۔ عصمت پاشا نے بیان کیا کہ ترکی ہمیشہ دنیا میں امن و صلح قائم رکھنے کے لئے پختہ ارادہ ظاہر کرتی رہی ہے۔ اگر نیک نیتی کے ساتھ لوگوں نے کام کیا اور ان کی نیت بخیر ہے تو صلح کانفرنس کی محنت ضرور بار آور ہوگی۔

صدر مقام پر قبضہ

رودمتہ الکبریٰ ۲۳ راپریل۔ ایک سرکاری مراسلت مظہر ہے۔ کہ اطالوی فوج کے تین دستوں نے ۲۱ راپریل کی صبح کو سنوسی سرداروں کے صدر مقام آغا دبیہ پر قبضہ کر لیا اور دشمن کو بھگا دیا۔ اطالیہ کی منگدار فوجوں میں سے ۳ ہلاک اور ۲۶ مجروح ہوئے ظاہر ہے کہ غنیم کا نقصان کثیر ہوا ہوگا۔

وزرا کا استعفےٰ منظور

روما ۲۳ راپریل۔ سائنر مولینی نے ان دو وزرا کا استعفےٰ منظور کر لیا جن کا تعلق حزب العوام سے تھا۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)